ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

ڈاکٹر میمونہ سبحانی
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد
ڈاکٹر وسیم عباس
لیکچرار شعبہ اردو، غازی یونیورسٹی ڈیرہ غازی خان
غلام مصطفےٰ فاروق
پی۔ایچ۔ڈی اسکالر اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد

مکاتیب اقبال اور فلسفہ اخلاق، تحقیقی و تنقیدی جائزہ

Dr. Mamuna Suhani
Assistant Professor, Urdu, Government College University Faisalabad
Dr. Waseem Abbas
Lecturer, Urdu, Ghazi University Dera Ghazi Khan
Ghulam Mustafa Farooq
Ph.D Scholar Urdu, Government College University Faisalabad

Iqbal's Letters and Philosophy of Ethics, Research and Critical Review

The history of letter writing in Urdu started from Ghulam Ghos Bekhabar and Mirza Ghalib, both made it easy in style and context. From the beginning of letter writing, the letters are the demonstration of ethical values and various philosophies, especially as we assimilate the letters of Iqbal. It becomes clear that he has not only put forward his philosophies regarding "time and space, life and death, selfhood and brotherhood, unity and faith, divine decree and predestination" etc. But he also discussed ethics and moral values in his letters. This article is an effort to bring forth the moral values and ethical philosophies in the letters of Allama Muhammad Iqbal.

Key Words: *Letter, Ethics, Moral values, Iqbal, Writing Style, Philosophy.*

علامہ محمد اقبال (۱۸۷۷-۱۹۳۸) کا شمار اردو کے معروف اور مقبول ترین شعراء و مفکرین میں ہوتا ہے۔ آپ نے نظم و نثر دونوں ہی میں نمایاں خدمات سر انجام دیں۔ عالمی سطح پر اقبال کی شہرت شاعری کے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

ساتھ معروف انگریزی خطبات "The Reconstruction of Religious Thought In Islam" تشکیلِ جدید الٰہیاتِ اسلامیہ)(۱۹۳۰ء) کی بدولت ممکن ہوئی۔ اقبال کے خطوط ان کی نثر کا حصہ ہیں البتہ یہ خطوط انھوں نے اشاعت کی غرض سے تحریر نہیں کیے تھے۔ ان خطوط میں مہر و محبت، اخلاص و اخلاق، اسلام سے محبت اور مسلمانوں کے مستقبل کے حوالے سے بڑی مقدار میں مواد موجود ہے۔اگر ہم فلسفہ اخلاق کے حوالے سے بات کریں تو ان کے خطوط زیادہ تر اسلامی فلسفہ اخلاق کے گرد گھومتے دکھائی دیتے ہیں۔

ان خطوط میں زمان و مکان کا فلسفہ ، فلسفہ خودی ، فلسفہ موت وحیات، فلسفہ جبر و قدر اور ایسے دیگر فلسفوں کا اظہار اور ان پر رائے ملتی ہے جب کہ دل جوئی، اظہارِ تعزیت، حفظِ مراتب (پروٹوکول) سے دوری اور انکار، لوگوں کی مغلظات کے جواب میں بھی صبر اور ان کی فکری استعداد بڑھانے کے لیے اخلاقی دروس موجود ہیں۔ یہ خطوط اہم ادبی حیثیت کے بھی حامل ہیں۔اگرچہ انھوں نے یہ خطوط اس نیت سے نہیں لکھے تھے کہ کل کو اشاعت ہو اس سلسلے میں ایک خط میں خان محمد نیاز الدین خاں کو لکھتے ہیں۔

> "مجھے یہ سن کر تعجب ہوا کہ آپ میرے خطوط محفوظ رکھتے ہیں۔ خطوط ہمیشہ عجلت میں لکھے جاتے ہیں اور ان کی اشاعت مقصود نہیں ہوتی۔عدیم الفرصتی تحریر میں ایسا انداز پیدا کر دیتی ہے جس کو پرائیویٹ خطوط میں معاف کر سکتے ہیں مگر اشاعت ان کی نظر ثانی کے بغیر دیر نہ ہونی چاہیے۔"(۱)

مکاتیبِ اقبال میں فکر و فلسفہ کے حوالے سے بات کی جائے تو فلسفہ اخلاق ہی اقبال کی فکر کی بنیاد ہے۔ ان کی تحاریر انفرادی اور اجتماعی دونوں میدانوں میں اخلاق سے جڑی ہیں اور اسی کا درس دیتی ہیں۔ اقبال چوں کہ اسلام سے بہت محبت کرتے تھے جس کا ثبوت ان کی تحاریر اور شاعری میں بار ہا ملتا ہے، اس لیے ان کے ہاں فلسفہ اخلاق کی تعلیم اور ترویج ایک فطری عمل ہے۔اس ضمن میں سعید احمد رفیق لکھتے ہیں کہ:

> "اقبال نے انسان کو ایک خاص پیغام دیا ہے۔ ان سے بہتر اس چیز کو اور کون جان سکتا تھا کہ انسانی زندگی میں انفرادی اور اجتماعی طور پر اخلاق کو جگہ حاصل ہے۔ وہ ایک ایسی جگہ ہے کہ اس سے بہتر جگہ کسی اور چیز کے حصہ میں آ ہی نہیں سکتی۔ ہر دم ہر مذہب میں ہر زمانہ میں اخلاق پر زور دیا گیا ہے۔ روحانی، دماغی، مادی غرض کی قسم کی ترقی بھی بغیر اعلیٰ اخلاق کے ممکن نہیں"۔(۲)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

اقبال کا فلسفہ اخلاق اسلام کے ساتھ جڑا ہوا ہے اور مذہبی اخلاقیات دیگر تمام اخلاقیات پر حاوی دکھائی دیتی ہیں اس لیے وہ اس ضمن میں اسلام کے نصب العین کو فلسفہ اخلاق سے جوڑتے ہیں۔ اور مذہب کو چھوڑے بغیر ترقی کی راہیں تلاش کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ اس حوالے سے ان کے خط کا یہ حصہ ملاحظہ کیا جاسکتا ہے:

> "چند روز گزرے میں نے " سماج کے ارتقا میں مذہب کے عنصر کے مفہوم " پر ایک جلسہ عام میں تقریر کی تھی میں نے صرف چند نوٹ لکھ لیے تھے، معلوم نہیں میں نے جو کچھ کہا اسے کسی نے قلم بند بھی کیا یا نہیں انجمن میں میرا لیکچر "اسلام ایک اخلاقی اور سیاسی نصب العین کی حیثیت سے " کے زیرِ عنوان انگریزی میں ہو گا، اگر یہ شائع ہوا تو ایک نسخہ آپ کی نذر کروں گا۔ "(۳)

اسلام کا فلسفہ اخلاق عالمی ہے اور اس کی دعوت بھی ساری انسانیت کے لئے ہے اس لیے اس میں کسی شخص کی دل آزاری سے بچنا اور احسن انداز میں نصیحت کرنا لازمی جز ہیں۔ دورِ حاضر میں دنیا کو مختلف تبدیلیوں کا سامنا ہے۔ اخلاقیات کے بھی مختلف معیار مقرر کیے جاچکے ہیں۔ اپنے سے کم تر یا کمزوروں کے لیے اخلاقیات کچھ اور جبکہ اپنے سے مضبوط یا برتر کے لیے اخلاقی رویے اور ہی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ اقبال پر ان کی زندگی میں جہاں بے شمار داد و تحسین کا سلسلہ رہا، وہیں ان پر اعتراضات بھی اٹھے۔ دورِ حاضر میں بھی یہ سلسلہ جاری ہے لیکن انھوں نے کبھی بھی اعتراضات کرنے والوں کو برا بھلا نہیں کہا اور نہ ہی لعن طعن کی۔ ان کی شکایت میں بھی محبت بھرا شکوہ موجود رہا۔ اس ضمن میں جب ایک بار ان کی شاعری کے موضوعات پر اعتراضات ہوئے تو آپ نے ناراض ہونے یا غصہ کرنے کے بجائے بابو عبدالمجید کو تحریر کیا کہ:

> "میرے بے گناہ اشعار کو چھوٹے شملہ سے کسی صاحب نے تیغِ قلم سے مجروح کیا ہے۔ ان سے کہیے امیر و داغ کی اصلاح کیا کریں۔ "(۴)

اسی طرح ان کی زندگی سے یہ بھی کہیں معلوم نہیں ہو پاتا کہ وہ کسی کو شاعری میں خود سے کم تر محسوس کرتے ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ انھوں نے اس ضمن میں خود کو ہمیشہ عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے پیچھے رکھا۔ حالانکہ اس وقت ان کی شاعری کا سکہ بیٹھ چکا تھا اور نہ صرف برصغیر بلکہ اس سے باہر یورپ تک اس کے اثرات جاچکے تھے۔ یورپ میں آپ کی مثنوی اسرارِ خودی کے تراجم شائع ہو چکے تھے۔ سیکرٹری مسلم لیگ کے نام ان کا ایک خط

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

ملاحظہ کیجیے جس میں ان کی تحریر میں پروٹوکول سے دوری وناپسندیدگی بھی ملتی ہے اور لکھتے ہیں کہ مہربانی فرما کے ممبرانِ استقبالیہ کمیٹی کی خدمت میں میری طرف سے عرض کیجیے کہ کسی قسم کے استقبال کی تیاری نہ کی جائے۔

مکاتیبِ اقبال سے اخلاق کے جو دروس ملتے ہیں ان میں حلم، غربانوازی، دوست نوازی، مناسب ستائش، عاجزی و انکساری، درست کو درست اور غلط کو غلط کہنا یعنی راست بازی، فراخ دلی اور قربانی و ایثار زیادہ نمایاں ہیں۔ یہاں تک کہ حافظ شیرازی پر مثبت تنقید کے نتیجے میں انھوں نے یہ کہا کہ حافظ کا فلسفہ زندگی حقیقت میں زندگی بخش نہیں بلکہ بہت حد تک قنوطی ہے اس پر اقبال کو گالیاں تک دی گئیں، برا بھلا کہا گیا، ان کے زندگی بخش فلسفے پر طنز ہوا، تضحیک ہوئی اور لعن طعن بھی کی گئی لیکن آپ نے ان سب کے مقابلے میں حق کا دامن تھامے سیسہ پلائی دیوار بنے رہے۔ جواباً نہ تو انھوں نے گالی گلوچ کیا اور نہ ہی کبھی اپنے اوصافِ جمیلہ کے تحت سخت کلامی یا جوابی کاروائی کی۔ چنانچہ اس سلسلے میں سید فصیح اللہ کاظمی الہ آبادی کو تحریر کرتے ہیں کہ انھوں نے حافظ کے مقابلے میں امید ورجائیت کے فلسفے کو پروان چڑھایا اور یہ سمجھا کہ اس میں یاسیت زیادہ ہے مزید یہ کہ اسلام میں وجودی فلسفہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ یعنی جس طرح دیگر اقوام اللہ تعالیٰ تک یا حقیقت مطلقہ تک پہنچنے کے لیے وجودی دلیل گھڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کا وجود تسلیم نہ کیا تو کوئی اور وجود تسلیم کرنا پڑے گا یا کل کو ثابت ہو گیا کہ اس کا وجود ہے تو شرمندہ ہونا پڑے گا اس لیے اسے مان لینا درست ہے۔ اقبال اس ساری دلیل ہی کے خلاف ہیں اور اسے وجودِ باری تعالیٰ کے حوالے سے درست نہیں سمجھتے تو صوفی عبداللہ نے اس پر جواباً بجائے یہ کہ مناسب جواب دیتے، گالیاں تک دیں۔ چنانچہ سید فصیح اللہ کاظمی الہ آبادی کے نام خط میں تحریر کرتے ہیں کہ:

> "خواجہ حافظ کے تصوف پر اعتراض ہے۔ میرے نزدیک تصوفِ وجودی مذہب اسلام کا کوئی جزو نہیں بلکہ مذہب اسلام کے مخالف ہے اور یہ تعلیم غیر مسلم اقوام سے مسلمانوں میں آئی ہے۔ صوفی عبداللہ صاحب اس خیال کے اظہار سے قال سے حال میں آگئے اور گالیوں روش اختیار کی۔ اس کا جواب مجھ سے نہیں ہو سکتا۔"(۵)

علامہ محمد اقبال کے خطوط میں انفرادی سطح پر بھی فلسفے اور اخلاقیات نظر آتے ہیں جب کہ قوم کے اجتماعی حالات و واقعات، بدلتے عالمی منظر ناموں کے حالات اور ان کے برصغیر پر اثرات، برصغیر کی تنظیمیں اور ان کے لائحہ عمل وغیرہ کے حوالے سے بھی فلسفہ و اخلاقیات جاگزیں نظر آتے ہیں۔ ان کے قومی و ملی جذبات کے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

حوالے سے خیالات میں گہرائی اور گیرائی دونوں موجود ہیں۔ اقبال مذہب اور قومیت پہ بات کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ

> "Islam does not aim at the moral reformation of the individual alone; it also aims at a gradual but fundamental revolution in the social life of mankind, which should altogether change its national and racial viewpoint and create in its place a purely human consciousness."(۶)

ان کی روش دیگر مفکرین اور شعرا سے اس لیے بھی مختلف دکھائی دیتی ہے کہ وہ اپنے دور کے سب سے بڑے فلسفہ اخلاق کے پرچار کرنے والے تھے۔ اسی لیے اگرچہ کچھ لوگ محض عشقیہ شاعری نہ کرنے کی وجہ سے ان پر الزامات بھی لگائیں یا اعتراضات اٹھائیں تب بھی ان کے اعلیٰ ترین افکار سے مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اقبال نے اردو نثر کو بالخصوص نیا زاویہ نگاہ دیا اور ان کے افکار محض ادب کی زنجیروں تک ہی محدود نہ رہے۔ ان کے افکار پہاڑی چشمے کی مانند ہر گلی، ہر شہر، ہر نگر، اور مسلمان ممالک سے گزرتے جاتے تھے اور لوگوں کو راہِ حق، سچ اور درست سمت دکھاتے جاتے تھے۔ ان کا مطمع نظر کسی ایک محدود علاقے یا قومیت تک ہی محدود نہیں بلکہ ان کے فلسفہ اخلاق میں ساری انسانیت اور برصغیر نمایاں تھے۔ چنانچہ قومی اور جمہوری اخلاقی رویوں کے حوالے سے منشی دیانرائن نگم، مدیر "زمانہ" کانپور کو تحریر کرتے ہیں کہ وہ اگرچہ کسی حد تک سودیشی تحریک کی حمایت کا اعلان کرتے ہیں لیکن اسکا ہرگز مطلب یہ نہیں ہے کہ اس ضمن میں قوم کا کسی بھی طرح کوئی نقصان واقع ہو۔

> " بھلا یہ بھی کوئی عقل کی بات ہے؟ کہ امریکہ اور جرمن کی چیزوں کو ہندوستان کے بازاروں سے خارج کر دو۔ مجھ کو تو اس میں اقتصادی فائدہ کچھ نظر نہیں آتا بلکہ اگر انسانی فطرت کے محرکات پر غور کرو تو اس میں سراسر نقصان ہے۔ اس طریق عمل سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ انگلستان سے ہم کو سخت نفرت ہے نہ یہ کہ ہم کو ہندوستان سے محبت ہے۔"(۷)

البتہ یہ بھی ہے کہ علامہ محمد اقبال نے اسلامی فکر کے حوالے سے مسلمانوں کے لیے کام کیا۔ اس وقت چوں کہ مسلمانوں کو نظر انداز کیا جا رہا تھا۔ انکے خطوط میں اس حوالے سے مسلمانوں کے لیے ہمدردی کے جذبات

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

نمایاں ہیں۔ یہ خطوط چونکہ ان کے نجی خطوط ہیں اس لیے اس میں وہ ان کے ساتھ ہونے والے برے سلوک پر آزردہ دکھائی دیتے ہیں جب کہ اپنی شاعری میں وہ انھیں خوابِ غفلت سے جگاتے نظر آتے ہیں۔ اس کا مقصد بھی انھیں دین دشمن طاقتوں کے مدمقابل کرنے اور نشاۃ الثانیہ پر ابھارنے کا رہا ہے۔ یہ بات کون نہیں جانتا کہ کفر ہمیشہ سے اسلام کا دشمن رہا ہے۔ اسی بنیاد پر انھوں نے مسلم قومیت کو اجاگر کرنے کی کوشش کی البتہ وہ جغرافیائی حوالے سے قومیت کے نہ پابند تھے اور نہ ہی اسے پسند کرتے تھے۔ کیوں کہ جغرافیائی حدود مسلمانوں ایسی قوم کے شایانِ شان نہیں۔ ہندوستان میں مسلم قوم کی بنیاد پرستی کا مطلب درحقیقت جیو اور جینے دو کا نعرہ تھا۔ اسی کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ انگریز اور ہندو دونوں مسلمانوں کے خلاف ہو گئے تھے اور انھیں ہر ممکن تکلیف یا گزند پہنچانے کے درپے رہتے تھے۔ اس ضمن میں سعید احمد رفیق لکھتے ہیں کہ:

> "اگرچہ اقبال وطنیت اور قومیت کے نظریات کو یورپ کو زمانہ قیام ہی میں غلط سمجھنے لگے تھے لیکن بعد کے واقعات نے تو انھیں ان نظریات سے متنفر سا کر دیا تھا۔ جنگِ بلقان، جنگِ عظیم اول اور جنگ عظیم دوم کے بعد فاتح اقوام کا مفتوح اقوام اور ان کے علاوہ ایشیاء اور افریقہ کے مختلف ممالک سے برتاو نے اقبال کے دل و دماغ پر زبردست اثر کیا۔"(۸)

علامہ محمد اقبال کی خواجہ حسن نظامی (۱۸۷۳ء-۱۹۵۵ء) سے طویل خط و کتابت رہی ہے۔ وہ انھیں نہ صرف اپنا بہت اچھا دوست تسلیم کرتے تھے بلکہ ان کی ادبی تحاریر کی بیشتر داد بھی دیتے رہتے تھے۔ خواجہ حسن نظامی بھی مکاتیب میں اقبال کے مداح اور اسلامی فکر کی وجہ سے انھیں پسند کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ خواجہ حسن نظامی نہایت اعلیٰ پائے کے صوفی بزرگ، مورخ اور ادیب تھے۔ ان کی تحاریر ان کی محنتِ شاقہ اور عظمت کا منھ بولتا ثبوت ہیں لیکن کچھ لوگوں کو ان کی یہ سب تعلیمات اور شخصیت پسند نہ تھی جس کی وجہ سے وہ اخبارات و رسائل میں انھیں برا بھلا بھی کہتے رہتے تھے۔ انھوں نے ایک ایسے ہی اخبار کے حوالے سے خط تحریر کیا۔ علامہ اس وقت علیل تھے۔ جیسے ہی آپ بستر علالت سے اٹھے آپ نے فوراً انھیں دل جوئی اور تسلی کا خط تحریر کیا۔ اس خط میں آپ نے مسلمانوں کی مجموعی اخلاقی پستی کا بطور خاص ذکر کیا۔ لکھتے ہیں

> "بعض لوگ آپ پر اخباروں میں حملے کرتے ہیں۔ افسوس ہے مسلمانوں میں معمولی اخلاق بھی نہ رہے۔ میں خود علی گڑھ کالج کی پروفیسری نامنظور کرنے سے ہدفِ ملامت ہو رہا ہوں"(۹)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

عالمی اخلاقیات کے حوالے سے مسلمانوں کو یکجا کرنا اور عصرِ حاضر کے مسائل سے آگاہ کرنا بھی علامہ محمد اقبال کے منشور میں شامل رہا ہے۔ علامہ کے ایک خط سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسی کانفرنسوں، اجتماعوں اور مسلمانوں کی اجتماعی اخلاقی سربلندی یا اجتماعی لاشعور کو بلند کرنے والے مسلمانوں کا بھی حوصلہ بڑھاتے تھے۔ مسلمانوں کے مستقبل کے حوالے سے دور اندیشی، ان کے مالی فوائد، مختلف ضرروں سے بچنے اور ان میں قومیت کی نئی روح پھونکنے کے حوالے سے علامہ محمد اقبال جو عملی اقدامات کر رہے تھے یا کرنے والوں کا ساتھ دے رہے تھے، اس حوالے سے ان کے اس خط میں متعدد اشارات ملتے ہیں۔ مسلمانوں کی سیاسی اخلاقیات کی بلندی اور اس میں مضمر فوائد و ثمرات کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

> "مصری کانفرنس کے بارے میں عرض یہ ہے کہ یہ تجویز مسلمانان عالم کی قومی اور معاشی اصلاح کی غرض سے دو سال پیشتر علامہ عصر فسکی ایک روسی اخبار نویس کی تحریک پر دنیائے اسلام کے سامنے پیش کی گئی تھی لیکن اب بحث کے تھوڑی ہی عرصے بعد ترکی اور ایران میں انقلاب کے آثار نمایاں ہوں گے اور مسلمانوں کی توجہ اور طرف مبذول ہو گئی۔ میں اس قسم کی تجویز کا جس کا مقصد مسلمانوں کی بہتری ہو، کس طرح مخالف ہو سکتا ہوں؟"(۱۰)

علامہ محمد اقبال مسلم کلچر اور تاریخ سے بخوبی واقف تھے اور وہ سمجھتے تھے کہ اسلام ہی محض زندگی بخش نظریہ دیتا ہے اور اسی کی وجہ سے انسان زندگی کی خوبصورتیوں میں اضافہ کر سکتا ہے۔ مقصدِ اسلام اچھائی کی تلقین اور برائی کی ترویج و اشاعت کو ہر صورت میں روکنا ہے۔ اسلامی طرزِ حیات کے حوالے سے ان کا یہ فلسفہ ہے کہ یہی زندگی بخش اور انسانی خودی کو بچانے والا ہے۔ اسی سبب وہ اسلامی اقدار و روایات سے جڑا رہنا چاہتے تھے۔ ایسا سارا ادب جو قرآن کریم اور احادیث مبارکہ سے ٹکراتا ہو، اسے وہ نہایت سخت برا سمجھتے تھے۔ ان کے خطوط اور شاعری میں اس کے جابجا نمونے دکھائی دیتے ہیں جن سے ان کی ذہنی، جذباتی اور فکری ترجمانی ہوتی ہے۔ برصغیر میں چونکہ اسلام کی حالت دگرگوں ہو رہی تھی اور وہ تیزی سے یورپی تہذیب کے قریب تر جا رہے تھے اس لیے علامہ اسے اسلامی روایات و فلسفہ اخلاق سے متصادم تصور کرتے تھے۔ ایسے اقدامات کو روکنے کے لیے ان کے شاعری اور نثر میں بہت سے پیغامات ملتے ہیں۔ برصغیر میں فلم انڈسٹری بہت پرانی نہیں ہے البتہ اقبال کے دور میں اس کا آغاز ہو چکا تھا۔ اقبال نے اس حوالے سے کاسموپولیٹن فلم کمپنی کو اور فلسفہ اخلاق کے حوالے سے جو خط تحریر کیا اس سے ان کی اخلاقی دوستی اور اسلامی اقدار سے قربت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

"اگر ہندوستان میں اس قسم کی فلمیں تیار کی جاسکیں جو معصیت کاری اور فسق و فجور کی اشاعت کا کام نہ کریں بلکہ ان کا مقصد ملک کی صحیح خدمت کرنا اور نوجوانوں میں حقیقی جذبات بیدار کرنا ہو، حب الوطنی کے پاکیزہ خیالات کی نشر و اشاعت پیشِ نظر ہو، تو یقیناً ایسی فلمیں ملک و قوم کے لیے مفید ہو سکتی ہیں"(۱۱)

ان کے نزدیک زندگی فلسفہ حرکت وحیات ہے۔ خطباتِ اقبال میں بھی ان کے ان نظریات کا گہرا رنگ موجود ہے۔ ان کے ہاں کسی نیک عمل یا ارادے کی تکمیل کے سلسلے میں موت کا آنا در حقیقت زندگی کا ہی در وا ہونا ہے لیکن اس سب کے باوجود زندگی سے رشتہ ٹوٹنے پر لواحقین کے ساتھ اظہارِ تعزیت اور ان کی دل جوئی کرنا بھی عین اخلاقی عمل ہی ہے۔ والدین سے رشتہ، اس کا خلوص اور اس سے محبت کسی سے چھپی نہیں رہتی۔ اقبال کے والدین کی وفات نے ان پر ایسا اثر کیا کہ وہ کئی قریبی دوستوں کو بھی اس کے بارے میں اطلاع نہ دے سکے۔ نفسیاتی طور پر انسان ایسے قریبی اعزا کی وفات کی اطلاع دیتے ہوئے نہایت عجیب اضمحلال کی کیفیات سے گزرتا ہے۔ وہ بھی ایسے ہی جذبات کا شکار ہوئے۔ مہاراجہ کشن پرشاد (۱۸۶۴ء-۱۹۴۰ء) نے انھیں ان کی والدہ کی وفات سے بے خبر ہو کر جب عید پر عید کارڈ ارسال کیا تو جواباً علامہ نے ان سے گلہ شکوہ کرنے کے بجائے نہایت عاجزی اور محبت سے جواب دیا کہ ماں کی جدائی میں ان کی یہ عید محرم ثابت ہوئی ہے اور اس لیے کافی پریشانی کا شکار رہے ہیں۔ ملاحظہ کیجیے:

"سرکار کا تار برقی پیغامِ مبارک بادِ عید اور اس کے بعد منظوم عید کارڈ دونوں چیزیں مل گئی تھیں مگر امسال میرے لیے عید محرم کا حکم رکھتی تھی۔ والدہ مرحومہ چھ سات ماہ سے بیمار تھیں۔ ۹ نومبر کی صبح ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کی علالت کی پریشانی سے اور بے اطمینانی کی وجہ سے کئی دنوں سے سیالکوٹ میں مقیم ہوں۔"(۱۲)

علامہ محمد اقبال نے فلسفہ موت وحیات کے بارے میں جس طرح بہت سے اشعار تخلیق کیے ہیں اسی طرح یہ فلسفہ ان کی اردو نثر میں بھی شامل رہا ہے۔ زندگی سانسیں چلنے کا نام ہے اور موت کے کئی معانی ہیں۔ ایک جہان سے اگر دوسرے جہان میں پوری خودی کے ساتھ داخل ہوا جائے تو زندگی کا مقصد پورا ہوا اور اگر ایسا نہیں ہو پاتا تو بعد از وصال بھی مشکلات کم نہیں ہوتیں۔ ان کا فلسفہ اخلاق محض تحریری طور پر نہیں تھا بلکہ وہ عملی طور پر بھی اس کا اہتمام کرتے تھے۔ فلسفہ موت وحیات کے بارے میں ان کے بہت سے مکاتیب موجود ہیں۔ علامہ کے بہت

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

اچھے دوست جن کے نام ان کے بہت سے خطوط موجود ہیں مہاراجہ کشن پرشاد کے ساتھ خطوط میں ان کے ہاں فلسفہ موت و حیات کے مباحث موجود ہیں ۔ اقبال کی زوجہ کی وفات ان کے لیے کسی سانحے سے کم نہ تھی۔ وہ اپنی لدھیانے والی بیگم (ممتاز بیگم) سے جس طرح محبت فرماتے رہے اور ان کی وفات پر انھوں نے جو خطوط تحریر کیے وہ فلسفہ اخلاق کی نئی مثال ہیں۔ عمومی طور پر اس دور میں بیگمات کو خاص مقام نہیں دیا جاتا تھا لیکن نہ صرف اقبال ان کے ساتھ ہر درد و غم اور مشکل میں ساتھ رہے بلکہ اس کے لیے جو کچھ کر سکتے تھے وہ بھی کیا۔ ان کے ایک خط میں انھوں نے حکیم اجمل خاں صاحب اور ایک اور خط میں ان کے بیٹے سے علاج کا ذکر کیا ہے۔ وہ خود بھی حکیم اجمل سے علاج کرواتے تھے اور ان پر بہت یقین رکھتے تھے۔ چنانچہ شیخ عطا محمد (۱۸۶۹ء-۱۹۴۰ء) کو مرحومہ کے وصال کی اطلاع دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ انھوں نے بہترین ڈاکٹروں سے علاج کروایا لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ اس لیے لکھتے ہیں کہ :

> "کل آپ کی خدمت میں تار دے چکا ہوں ۔ تقدیرِ الٰہی کا مقابلہ تدبرِ انسانی سے نہیں ہو سکتا۔ مرحومہ (اقبال کی لدھیانے والی بیگم) کی موت کا منظر نہایت درد انگیز تھا۔ خدا تعالیٰ اس کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ بہترین ڈاکٹروں کا علاج تھا مگر اللہ تعالیٰ کے علم میں مرحومہ کی زندگی کے دن پورے ہو چکے تھے۔ درد کی حالت میں اس کی کیفیت اس قدر بے چارگی اور بے کسی کی تھی کہ میرے لیے اس کی طرف نگاہ کرنا بھی مشکل تھا۔"(۱۳)

تربیتِ اولاد والدین کی انتہائی اہم مصروفیات اور فرائض میں شامل ہے لیکن بہت کم لوگ اس فرض کو بخوبی نبھا پاتے ہیں۔ بیگم کے انتقال کے بعد علامہ اس حوالے سے زیادہ ذمہ داری سے کام لینے لگے تھے۔ اسی مقصد کے تحت انھوں نے ایک جرمن مسلمان آیا کی خدمات بھی لی تھیں جو نہ صرف اسلامی شعائر سے بہت خوب واقف تھی بلکہ اپنے کام میں بھی مشاق تھی۔ اس کے باوجود ان کا اپنا بھی زیادہ تر وقت بچوں کی تربیت کی فکر ہی میں گزرتا تھا۔ وہ اپنی زندگی کے بیشتر ایام یورپ میں گزارنا چاہتے تھے لیکن بچوں کی تربیت کے پیشِ نظر انھوں نے یہ ارادہ ترک کر دیا تھا۔ اس حوالے سے ان کا ڈاکٹر عبداللہ چغتائی کے نام تحریر کردہ خط ملاحظہ کیجیے:

> "علمی مشاغل میں مصروف رہنا آپ کو مبارک ہو۔ میں بحیثیت مجموعی ایک دائم المریض کی زندگی بسر کر رہا ہوں۔ انشا اللہ جب موت آئے گی تو مجھے متبسم پائے گی۔ قصد تو یہ تھا کہ

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

زندگی کے باقی دن جرمنی اور اٹلی میں گزاردوں مگر بچوں کی تربیت کس پر چھوڑوں۔ اب مجھ ایسے گنہگاروں کے لیے آستانِ رسالت ﷺ کے سوا اور کہاں جائے پناہ ہے۔"(۱۴)

خطوط اقبال میں اخلاق اور حسنِ اخلاق کے نمونے جابجا دکھائی دیتے ہیں۔ وہ ہر ممکن کوشش سے خطوط کا جلد از جلد جواب دیتے تھے البتہ اگر جواب نہ دے پاتے تو فوراً مکتوب الیہ کو مطلع کرتے کہ خطوط پہنچ بھی گئے ہیں یا نہیں۔ جرمنی میں اپنی استانی صاحبہ ایماویگے ناسٹ (۱۸۷۹ء-۱۹۶۴ء) کو جوابی خط میں لکھتے ہیں کہ ان کے خطوط موصول ہوگئے ہیں البتہ جواب لکھنے کا وقت نہیں ملا اس لیے معذرت بدیر جواب تحریر کر دیں گے۔ کوئی بھی انسان کسی ایک کیفیت، تاثرات، اور ایک ہی جیسے خیالات کا ہمیشہ شکار نہیں رہ سکتا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کے مزاج، عادات اور خیالات و افکار میں تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔ اپنی ذات اور خیالات پر غور کرنے سے انسان مختلف فلسفوں سے روشناس ہوتا ہے۔ ان کی نظم "زہد اور رندی" میں انھوں نے ایسی ہی کیفیات کا ذکر کیا ہے جن میں وہ ایک ہی لمحے میں مختلف کیفیات کا شکار بھی ہوتے اور نئے تجربات سے بھی گزرتے تھے۔ وہ اپنی ذات میں ایک معمہ تھے۔ ان کا اپنی ہی ذات کے حوالے سے فلسفہ اور بھی کئی نظموں اور نثر میں ملتا ہے۔

فلسفہ خودی کو علامہ محمد اقبال کے دیگر تمام فلسفوں پر سبقت اور فوقیت حاصل ہے البتہ ان کے خطوط میں یہ فلسفہ دیگر تمام فلسفوں کے ساتھ دکھائی دیتا ہے۔ غائر نظری سے مطالعہ کیا جائے تو آپ کی تمام تر اخلاقیات کا تعلق فلسفہ خودی سے ہی ہے۔ خودی غیرت ہے، عزت کا ایک استعارہ ہے، معاشرے میں امن کی علامت ہے، حق و صداقت کی آواز ہے اور وہ سب کچھ ہے جس کا تعلق بہتر انسانی زندگی سے ہو سکتا ہے۔ اس میں اپنی عزتِ نفس کی پرورش ہے اور اطاعتِ الٰہی، ضبطِ نفس اور نیابتِ الٰہی یا خودی مطلق سے اتصال کی شعوری کاوش ہے۔ یوں علامہ محمد اقبال کے فلسفہ خودی کے دو اجزا کہے جاسکتے ہیں۔ ایک وہ جس میں انسان کی اپنی عزتِ نفس کی پرورش ہے یا دوسرے لفظوں میں اخلاقی اور دوسری خودی مطلق کے حوالے سے مابعد الطبیعی ہے۔ اپنے فلسفہ خودی کی وضاحت کرتے ہوئے قاضی نذیر احمد کو تحریر کرتے ہیں کہ:

"میری تحریروں میں خودی کا لفظ دو معنوں میں مستعمل ہوا ہے اخلاقی اور مابعد الطبیعی ہر دو معنوں میں لفظ مذکور کی تشریح واضح طور پر کر دی گئی ہے جس میں فارسی جاننے والے کو کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں رہتی اسرارِ خودی اور رموزِ بے خودی ۱۹۱۴ء اور ۱۹۱۸ء دونوں کا موضوع یہی مسئلہ خودی ہے۔(۱۵)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

علامہ محمد اقبال کے خطوط ادبی نثر میں اضافہ کے ساتھ ساتھ مختلف فلسفیانہ بحثوں پر مشتمل ہیں۔ ان مکاتیب میں فلسفہ زمان و مکاں، فلسفہ خودی، فلسفہ موت و حیات، فلسفہ جبر و قدر، فلسفہ اخلاق اور دیگر فلسفے شامل ہیں۔ ان خطوط میں موجود فلسفہ اور اخلاقی دروس عصرِ حاضر کے انسان کے پیچیدہ معاملات میں انفرادی اور اجتماعی دونوں سطح پر رہنمائی کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ یہ خطوط آپ کے شخصی اوصاف کو بھی نمایاں کرتے ہیں۔ اقبال اخلاقیات کو روز مرہ کی زندگی کا ایک لازمی جزو تصور کرتے تھے اور ان کے نزدیک اخلاقی تربیت کے بغیر انسان نامکمل ہے اور ان کے مطابق یہ مشینی دور اس تربیت سے عاری ہے۔

> "Iqbal saw that all the power which man had gained on account of technological development lay rooted in materialism. Natural sciences, as taught in the West, are neutral sciences, i.e., they have nothing to do with man as man. "Be a man" is neither their import nor purport, while for Iqbal without moral training human beings are less than human beings. "(۱۶)

اخلاقی تربیت کے حوالہ سے آپ کی نثر، شاعری اور ساتھ ساتھ مکاتیب میں بھی اخلاقی اقدار اور اس کی تربیت کا درس واضح نظر آتا ہے۔ آپ کی تحریریں فلسفہ حیات، انسان اور انسانیت سے منسلک ہیں۔ مکاتیب اقبال میں بردباری، شفقت، غربانوازی، دوستی، مناسب ستائش، عاجزی و انکساری، راست بازی، سخاوت، قربانی و ایثار اور عدل و انصاف جیسی اخلاقی اقدار کی مثالیں نمایاں ہیں۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

حوالہ جات

۱. محمد عبداللہ قریشی،(مرتب)،روحِ مکاتیبِ اقبال، طبع اول،لاہور:اقبال اکادمی،۱۹۷۷ء،ص: ۲۳۵

۲. سعید احمد رفیق،اقبال کا نظریہ فلسفہ اخلاق،لاہور:ادارہ ثقافتِ اسلامیہ،۱۹۶۰ء،ص: د(۷)

۳. مظفر حسین، برنی،سید(مرتب)، مکاتیب اقبال(اردو)جلد اول، دہلی: ادبی اکادمی، ۱۹۹۲ء،ص: ۱۷۵۔۱۷۶

۴. محمد عبداللہ قریشی،(مرتب)،روحِ مکاتیبِ اقبال،ص: ۱۵۲

۵. ایضاً،ص: ۱۰۵۹

۶. لطیف احمد شیروانی،(مرتب)، سپیچیز، رائٹنگز اینڈ سٹیٹمنٹس آف اقبال،لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۹۵ء،
ص:۲۰۳

۷. محمد عبداللہ قریشی،(مرتب)،روحِ مکاتیبِ اقبال،ص: ۷۹

۸. سعید احمد رفیق،اقبال کا نظریہ فلسفہ اخلاق،لاہور:ادارہ ثقافتِ اسلامیہ،۱۹۶۰ء،ص: ۱۴

۹. محمد عبداللہ قریشی،(مرتب)،روحِ مکاتیبِ اقبال،ص: ۸۳

۱۰. ایضاً،ص: ۹۳

۱۱. ایضاً،ص: ۴۶۷

۱۲. ایضاً،ص: ۱۱۱

۱۳. ایضاً،ص: ۳۴۰

۱۴. ایضاً،ص: ۶۴۰

۱۵. ایضاً،ص: ۶۳۵

۱۶. محمد منور،پروفیسر،Iqbal on Advancement Sans Morals، Retrieved from https://www.iqbal.com.pk/944-allama-iqbal-studies/scholarly-articles/1673-iqbal-on-advancement-sans-morals